ابرہہ کا ہاتھیوں سے کعبہ پر حملے کا جھوٹا مسلمان پروپیگنڈہ

مسلم دعوی: اللہ نے پیغمبر اسلام کے دادا عبدالمطلب کی دعا پر ابرہہ کے ہاتھیوں پر ابابیل پرندوں کے جھنڈ بھیجے، جنہوں نے کنکریاں مار مار کر ہاتھیوں کا بھرکس نکال دیا۔ کسی کافر نے اس واقعے پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جس ثبوت ہے کہ یہ واقعہ سچا ہے اور یہ معجزہ اللہ اور اسلام کی حقانیت کا ثبوت ہے۔ مسلمانوں کے مطابق یہ واقعہ رسول اللہ کی پیدائش سے ایک سال قبل کا ہے جسے "عام الفیل" کہا جاتا ہے۔

جواب کا خلاصہ:

- مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ نے پیغمبر اسلام کے دادا عبدالمطلب کی دعا پر ابرہہ کے ہاتھیوں پر ابابیل پرندوں کے جھنڈ بھیجے، جنہوں نے ہاتھیوں کا بھرکس نکال دیا۔ کسی کافر نے اس واقعے پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جو کہ ثبوت ہے کہ یہ واقعہ سچا ہے اور یہ معجزہ اللہ اور اسلام کی حقانیت کا ثبوت ہے۔ مسلمانوں کے مطابق یہ واقعہ رسول اللہ (ص) کی پیدائش سے ایک سال قبل کا ہے جسے "عام الفیل" کہا جاتا ہے۔
- جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سورۃ الفیل میں ابرہہ، یا کعبہ پر حملے کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ یہ قوم ثمود و عاد کی طرح کسی اور پرانی قوم پر عذاب کی کہانی ہے۔ چنانچہ کفار کی طرف سے اس وجہ سے اس واقعہ پر اعتراض نہیں کیا گیا کیونکہ یہ قوم عاد و ثمود کی طرح کوئی پرانا واقعہ تھا جس کی کہانیاں عاد و ثمود کی طرح مشہور تھی۔ کوئی ایک بھی "صحیح" حدیث موجود نہیں ہے جو یہ بتلاتی ہو کہ سورۃ الفیل ابرہہ اور کعبے پر حملے کے متعلق نازل ہوئی ہے۔۔۔ بلکہ کسی بھی "صحیح" حدیث کے مطابق یہ واقعہ پیش ہی نہیں آیا ہے۔
- پہلی مرتبہ یہ ابرہہ اور کعبے پر حملے کی کہانی ایک داستان گو شخص "محمد بن اسحاق" نے 150 سال کے بعد گھڑی، اور پھر اسے سورۃ الفیل سے جوڑ دیا۔

(1) قرآن میں ابرہہ، یا اسکے کعبہ پر حملے کا ذکر نہیں:

سورۃ الفیل صرف یہ ذکر ہے کہ اللہ نے ہاتھی والوں پر پرندے بھیجے جنھوں نے کنکریاں مار کر انہیں نیست و نابود کر دیا۔ اس میں ابرہہ کا ذکر ہے، اور نہ ہی کعبہ پر حملہ کرنے کا، اور نہ ہی عبدالمطلب کی دعا کا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے جس کا تعلق بعد کے واقعات سے جڑے گا۔

(2) بخاری و مسلم و صحاح ستہ میں ایک بھی روایت ابرہہ اور کعبہ کے متعلق نہیں:

سورۃ الفیل میں بیان کردہ ہاتھی والوں کے متعلق ایک بھی ثبوت بخاری و مسلم و صحاح ستہ میں نہیں ہے کہ یہ واقعہ ابرہہ اور اسکے کعبہ پر حملے کے متعلق ہے۔

پیغمبر اسلام سے ایک بھی روایت موجود نہیں جو کہ سورۃ الفیل کو ابرہہ یا کعبہ سے جوڑتی ہو۔

زیادہ سے زیادہ یہ واقعہ صحابی ابن عباس کے نام پر سنایا جاتا ہے جو کہ موقوف ہے (یعنی پیغمبر تک نہیں پہنچتا)۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ابن عباس تک بھی کوئی روایت "صحیح" کے درجے پر نہیں پہنچتی۔

(3) صرف داستان گو شخص "محمد بن اسحاق" نے سورۃ الفیل کو ابرہہ اور کعبہ سے جوڑا ہے:

بنیادی طور پر یہ صرف اور صرف "محمد بن اسحاق" نامی ایک شخص ہے، جس نے 150 سال کے بعد پہلی مرتبہ سورۃ الفیل کو ابرہہ اور کعبہ پر حملے سے جوڑا ہے۔ کیا ایسے اہم اور عظیم الشان واقعہ کے ثبوت کے لیے تنہا ایک شخص کی روایات کافی ہو سکتی ہیں؟

عقل بتلاتی ہے کہ اگر یہ اتنا عظیم الشان واقعہ تھا، اور پورا قریش اس واقعہ کا گواہ تھا، تو پھر گواہوں کی پوری ایک فوج ہونی چاہیے تھی جو کہ یہ واقعہ بیان کرتی۔ لیکن یہاں صرف اور صرف ایک شخص محمد بن اسحاق گواہی دے رہا ہے اور اس شخص پر مسلمانوں کی طرف سے ہی جھوٹ بولنے کے الزامات موجود ہیں۔

چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن اسحاق کے بارے میں ’’تہذیب التہذیب‘‘ میں لکھتے ہیں:

۱۔ وقال مالک، دجال من الدجاجلہ۔ (۴۱/۹)

”امام مالک نے فرمایا کہ (محمد بن اسحاق) دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔“

۲۔ وقال البخاری، ایضا محمد بن اسحاق ینبغی ان یکون لہ الف حدیث ینفرد بھا۔ (۴۲/۹)

”اور امام بخاری نے فرمایا ہے کہ محمد بن اسحاق تقریباً ایک ہزار احادیث میں منفرد ہیں۔“

۳۔ وقال یعقوب بن شعبہ سمعت ابن نمیر یقول۔۔۔ وانما اتی انہ یحدث عن المجھولین احادیث باطلہ۔ (۴۲/۹)

”یعقوب بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن نمیر سے سنا، وہ کہتے تھے کہ۔۔۔ محمد بن اسحاق مجہول لوگوں سے باطل اور بے بنیاد روائتیں بیان کرتے تھے۔“

اگر واقعی ہاتھیوں کا ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہوتا تو کفار تو اس واقعہ کو دیکھ کر ایسے ہی اللہ پر ایمان لے آتے جیسا کہ جادوگر موسی کے معجزے کو دیکھ کر سجدے میں گرتے ہوئے ایمان لے آئے تھے۔
مزید سوچیئے، اگر واقعی یہ واقعہ پیش آیا ہوتا تو پیغمبر اسلام ہر جگہ اسے کفار پر بطور حجت پیش کر رہے ہوتے۔ لیکن یہاں تو دور دور تک کسی ایک واقعہ کا بھی سراغ نہیں ملتا جہاں پیغمبر اسلام نے یہ واقعہ کفار کے آگے بطور حجت رکھا ہو۔

(4) ابرہہ اور کعبے پر حملے کے متعلق روایات میں "تضادات" کا ایک "جم غفیر" موجود ہے۔ مثلاً:

تضاد ہاتھیوں کی تعداد پر ہے۔ ایک روایت کہتی ہے ہاتھیوں کی پوری فوج تھی، دوسری کہتی ہے 70 ہاتھی تھی، تیسری کہتی ہے 9 ہاتھی تھے اور اگلی کہتی ہے کہ فقط ایک ہاتھی تھا۔ ہاتھیوں کے سردار ہاتھی کا نام "محمود" تھا۔ مشکل ہے کہ افریقہ سے لائے گئے ہاتھی کا نام عربی زبان کا "محمود" ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چالیس روز قبل یہ واقعہ پیش آیا۔ ایک قول پچاس روز قبل کا ہے۔ ان کے علاوہ پندرہ سال قبل، دس سال قبل، تیئس سال قبل، تیس سال قبل یہاں تک کہ چالیس سال اور ستر سال قبل ولادت تک کے اقوال موجود ہیں.
مثلاً امام فخر الدین رازی وغیرہ لکھتے ہیں:

لم یکن بین عام الفیل ومبعث الرسول الانیف وار بعون سبتہ۔ (۹۷/۳۲)
"عام الفیل اور بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین چالیس سال اور کچھ مہینے کا وقفہ تھا۔" (لنک)

(5) مؤرخ Procopius نے ابرہہ کی بائیو گرافی میں کسی ہاتھی کے لشکر کا ذکر نہیں کیا:

مؤرخ Procopius of Caesarea اس زمانے کا مشہور بازنطینی تاریخ دان تھا جو کہ فلسطین کا رہنے والا تھا۔ اس نے کئی جلدوں میں اس زمانے کے واقعات کو نقل کیا جس لیں ابرہہ کے متعلق انتہائی تفصیلی معلومات بھی شامل ہیں، لیکن دور دور تک اس نے ابرہہ کے کسی ہاتھی کے لشکر کا تذکرہ کیا، اور نہ ہی ان ہاتھیوں کے اس زبردست کارنامے کا کہ جہاں افریقہ سے ہاتھی کسی طرح یمن پہنچائے گئے، اور پھر یمن کے صحرا اور پہاڑوں سے ہوتے ہوئے 500 میل کے فاصلے پر موجود مکہ تک پہنچے۔ (لنک)

اگلا مسئلہ یہ ہے کہ Procopius اور دیگر مؤرخین کے مطابق ابرہہ کا انتقال پیغمبر اسلام کی پیدائش سے تقریباً 25 سال قبل ہی ہو چکا تھا، جبکہ مسلمانوں کے نزدیک ابرہہ نے جس سال حملہ کیا، اسی سال پیغمبر اسلام کی پیدائش ہوئی (لنک)

اسی طرح کے ہاتھیوں کی کہانی چھٹی صدی کے آرمینیا میں بھی پائی جاتی ہے (لنک)۔

(6) ہاتھیوں کے لیے 500 میل کا صحرائی سفر تقریبا ناممکنات میں سے ہے:

افریقہ سے ہاتھیوں کو یمن لانے کا کوئی زمینی راستہ بھی موجود نہیں۔
مگر افریقی ہاتھی کو سدھانا بہت مشکل ہے۔ یہ برصغیر کے انڈین ہاتھیوں کی نسل ہے کہ جسے سدھایا جاتا ہے۔

اگلا مسئلہ افریقی ہاتھیوں کی خوارک کا ہے جو کہ ایک دن میں 600 پاؤنڈ کھانا اور 60 گیلن پانی پیتے ہیں۔ صحرا اور بنجر پہاڑوں میں کہاں سے اتنا پانی اور کہاں سے اتنی گھاس پھوس اور پتے آئے؟

پھر یمن سے مکہ تک کا راستہ 500 میل ہے۔ یہ اتنا طویل صحرائی سفر ہے کہ ہاتھیوں کو تو چھوڑیں، گھوڑے تک بمشکل اسے طے کرتے ہیں۔

ہاتھی بنیادی طور پر پانی کا جانور ہے جو رہتا تو خشکی پر ہے مگر دن میں ایک دو بار لازمی اسے اپنی کھال گیلی کرنی پڑتی ہے نہیں تو وہ خشک ہو کر چٹخنے لگتی ہے۔ وہ مستقل طور پر مٹی کا لیپ اپنی جلد پر لگاتا ہے۔ صحرائی ریت م

(7) عبدالمطلب بت پرست تھا:

مسلمان کوشش کرتے ہیں کہ عبدالمطلب کو دین حنیف کا پیروکار بنادیں، لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ عبدالمطلب کھل کر بت پرست تھا۔

عبدالمطلب نے عبداللہ کو قربانی سے بچانے کیلیئے ہبل بت کے سامنے تیروں سے قرعہ اندازی کی۔ ابوطالب کافر مرا حالانکہ رسول اللہ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت اس وقت دی جب وہ مرنے جارہا تھا۔ اس لیے پیغمبر اسلام کے مطابق انکا چچا ابوطالب جہنم میں ہے۔

(8) ابرہہ کے متعلق آرکیالوجیکل دریافت "نقشِ سبئی":

جنوبی سعودی عرب میں ایک چٹان پر لکھی گئی ایک آرکیالوجیکل تحریر.برآمد ہوئی ہے جسکا آفیشل انگریزی ترجمہ یہ ہے (لنک):
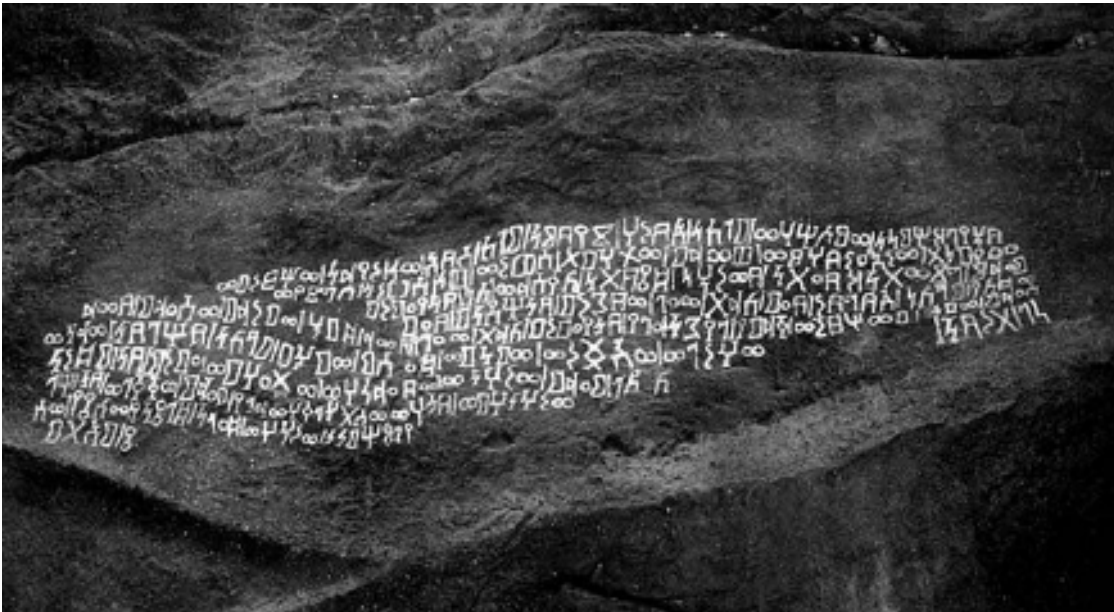
"With the power of the Almighty, and His Messiah King Abraha Zeebman, the King of Saba'a, Zuridan, and Hadrmaut and Yemen and the tribes (on) the mountains and the coast wrote these lines on his battle against the tribe of Ma'ad (in) the battle of al-Rabiya in the month of "Dhu al Thabithan" and fought all of Bani A'amir and appointed the King Abi Jabar with Kinda and Al, Bishar bin Hasan with Sa'ad, Murad, and Hadarmaut in front of the army against Bani Amir of Kinda. and Al in Zu Markh valley and Murad and Sa'ad in Manha valley on the way to Turban and killed and captured and took the booty in large quantities and the King and fought at Halban and reached Ma'ad and took booty and prisoners, and after that, conquered Omro bin al-Munzir. (Abraha) appointed the son (of Omro) as the ruler and returned from Hal Ban (halban) with the power of the Almighty in the month of Zu A'allan in the year sixty-two and six hundred."

یہ تحریر مسلمانوں کے دعوے کی مکمل طور پر تکذیب کر رہی ہے کہ ابرہہ کو ابابیلوں نے کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔ اسکے برعکس یہ تحریر بتلا رہی ہے کہ ابرہہ نے عرب کے مختلف قبائل پر حملہ کیا، اور انہیں روندتا ہوا دور تک پہنچ گیا اور ہر جگہ سے مال غنیمت اور غلام اکٹھے کرتے ہوئے واپس صحیح و سالم اپنے ملک پہنچ گیا اور ہر گز راستے میں کھایا ہوا بھس نہیں بنا۔

اس تحریر میں نہ ہاتھیوں کا ذکر ہے، نہ ابابیلوں کا ذکر ہے، نہ قریش کا ذکر ہے، نہ کعبے کا ذکر ہے، نہ ابراہہ کی شکست کا ذکر ہے اور نہ ابرہہ کے کنکریاں کھا کر بھس ہو جانے کا ذکر ہے۔

یہ آرکیالوجیکل ثبوت براہ راست مسلمانوں کے دعوے کو جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ مسلمانوں کے پاس اس چیز کا کوئی جواب موجود نہیں ہے۔

پی ایس:

نیز اس عبارت کے مطابق بھی ہاتھیوں کا حملہ اور پیغمبر اسلام کی ولادت ایک ہی سال میں نہیں ہوئے۔

(9الف) سورۃ الفیل سے مراد عاد و ثمود کی طرح کی کوئی بھی پرانی قوم ہو سکتی ہے

جس طرح عاد و ثمود کی کہانیاں عربوں میں پھیلی ہوئی تھیں، اسی طرح ہو سکتا ہے کسی اور قوم کی کہانی بھی عربوں میں پھیلی ہوئی ہو جو کہ ہاتھیوں کے حوالے سے مشہور ہو۔

چنانچہ سمجھ آتا ہے کہ پھر کفار نے سورۃ الفیل پر اعتراض کیوں نہیں کیا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا؟ اس زمانے کے کفار جاہل تھے، انکے پاس کوئی اہلیت نہیں تھی کہ وہ پرانے قصے کہانیوں کو سائنسی علم کی بنیاد پر چیلنج کر سکیں۔ چنانچہ وہ خود ان پرانے قصے کہانیوں پر یقین کر لیا کرتے تھے۔

(9ب) قرائن کے مطابق سورۃ الفیل میں "مدائنِ صالح" یا پھر کسی اور پرانی دیومالائی کہانی کا ذکر ہے:

کچھ لوگ ماڈرن آرکیالوجیکل دریافتوں کے بعد کہتے ہیں کہ قرآئن کے مطابق شاید سورۃ الفیل میں صالح کی قوم ثمود کا ذکر ہو۔

ان کے مطابق سورۃ الفیل کا آغاز ہو رہا ہے اس آیت سے:

> أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَٰبِ ٱلْفِيلِ (١) ... سورۃ الفیل
> "کیا تو نے دیکھا کہ تیرے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔"

کیا یہ وہی اسلوب نہیں ہے جو کہ قومِ عاد کے سلسلے میں نظر آتا ہے:

> أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (٦) ... سورۃ الفجر
> "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے قوم عاد سے کیا سلوک کیا۔"

اسی قوم عاد کے بعد ان کے علاقے میں نبی صالح کی ثمود نمودار ہوئی اور اس نے وہاں پہاڑوں میں تعمیرات کیں۔

انہیں تعمیرات میں ہاتھی کے سر وغیرہ کے مجسمے بھی ملتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم ہاتھی کو قوت کا مظہر سمجھتی تھیں اور اسکو بہت اہمیت دیتی تھیں۔

سن 1921 میں کھدائی کے دوران یہاں کے "بترا" نامی علاقے سے Royal Court کی عمارت کی تمعیر میں موجود ستونوں میں یہ ہاتھی کا سر ملا (لنک)۔ قرآن میں قوم ثمود کی نشانی یہی بلند و بالا ستون بتائے گئے ہیں (قرآن 89:7):

قومِ ثمود اور ہاتھی

اس سے لگتا ہے کہ قومِ ثمود میں ہاتھیوں کو قوت اور دولت کا مظہر سمجھتا جاتا تھا۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ یہی وہ "ہاتھی والے اصحاب" ہوں جن کا ذکر سورۃ الفیل میں کیا جا رہا ہے۔ ایک اور اہم نقطہ یہ ہے کہ صالح کو انکی قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا۔ قوم نے انہیں جھٹلا دیا اور انکی نبوت کا امتحان لینا چاہا۔ اس پر اللہ نے ان پر عذاب بھیج کر انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شاید سورۃ الفیل میں اسی قوم ثمود کا ذکر ہو (یاد رہے کہ سورۃ الفیل میں کسی لشکر وغیرہ کا ذکر نہیں ہے، کس قریشی قبیلے کا ذکر نہیں ہے، کسی کعبہ کا ذکر نہیں ہے)۔

صالح کی قوم پر کیسے عذاب آیا؟ اس حوالے سے قرآن میں تضاد ہے۔ ایک آیت کہتی ہے کہ زلزلہ سے عذاب آیا۔ دوسری آیت اسے جھٹلاتے ہوئے کہتی ہے کہ نہیں آسمان سے ایک چنگھاڑ کی آواز آئی جس نے انہیں روندے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

(قرآن 7:78) سو انہیں سخت زلزلہ (کے عذاب) نے آپکڑا پس وہ (ہلاک ہو کر) صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے

(قرآن 54:31) بیشک ہم نے اُن پر ایک نہایت خوفناک آواز بھیجی سو وہ باڑ لگانے والے کے بچے ہوئے اور روندے گئے بھوسے کی طرح ہو گئے

چنانچہ جب قران دو مختلف طریقوں سے عذاب لا سکتا ہے تو تیسرے پرندوں کے غول کے طریقے سے بھی انہیں عذاب کے دیے جانے کا بیان کر سکتا ہے۔ چونکہ عذاب کے متعلق یہ سب دیومالائی کہانیاں ہیں اور انکے کوئی ثبوت نہیں تھے، چنانچہ کوئی کچھ بھی بیان کر سکتا تھا اور اسے کوئی اُس زمانے میں جھٹلا نہیں سکتا تھا۔ یوں لوگ کہانیوں پر ایمان لے آتے تھے۔

بترا کے علاقے میں موجود ہاتھی کی چٹان (لنک):

چنانچہ عین ممکن ہے کہ قران کے نازل ہوتے وقت کفارِ قریش میں ثمود کو ہی "اصحاب فیل" ہی سمجھا جاتا ہو۔

یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کفارِ قریش میں عاد و ثمود کی کہانیوں کی طرح ہی کسی اور "ہاتھی والوں" پرانی قوم کی کہانی پھیلی ہوئی ہو کہ جسے پرندوں نے کنکریاں مار مار کر تباہ کیا ہو۔

چنانچہ یہاں سے بات سمجھ آتی ہے کہ پھر کفارِ قریش کی طرف سے سورۃ الفیل پر کیوں کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ یہاں مسئلہ ہے "جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا۔" اس علاقے میں قدرتی آفات آتی ہوں گی جیسے کہ زلزلہ یا آتش فشاں یا آندھی طوفان وغیرہ۔ اور اللہ ہر دفعہ ایسی قدرتی آفت پر اپنے نام کی "چھاپ" لگا کر بیٹھ جاتا ہے کہ

یہ میرا عذاب ہے۔اُس زمانے کے لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اللہ کے ایسے بوگس دعوؤں کو چیلنج کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ لیکن آج سائنس نے اللہ کے ان دعوؤں کی ایسی کی تیسی پھیر کر رکھ دی ہے۔

(10) خانہ کعبہ میں 360 بتوں کی موجودگی میں اللہ کی غیرت حرکت میں کیوں نہ آئی؟

اللہ کے گھر میں اللہ کے 360 رشتہ دار پڑے تھے، جن کی اللہ کی طرح عبادت کی جاتی تھی۔اللہ کی غیرت نے کیسے برداشت کیا کہ کائنات کی سب سے مقدس جگہ پر کائنات کا سب سے بڑا جرم "شرک" کیا جائے؟

ایک مسلمان کی غیرت کیا کبھی برداشت کرے گی کہ کسی جگہ مسجد ہو، اور پھر اس مسجد والی جگہ پر ہی چکلا کھول کر دھندا کیا جائے؟

کیا اللہ کو مردوں اور عورتوں کا ننگا طواف اتنا پسند تھا جس کی حفاظت کرنے کو اتنا کشٹ کیا؟؟

اسلام آنے کے بعد سارے بت گرادیئے گئے تو اس کے بعد خانہ کعبہ پر کافی دفعہ حملے ہوئے جن میں حجاج بن یوسف کا حملہ اور بنی قرامطہ کی شورش بھی شامل ہے جس میں وہ حجر اسود کو اکھاڑ کر لے گئے، تب کوئی پرندے فسادیوں کو تباہ کرنے کیوں نہیں آئے؟ اسکا مطلب تو پھر یہ ہو جائے گا کہ ابابیلیں اللہ کے حکم سے نہیں بلکہ بتوں کی برکت کی وجہ سے آئیں تھیں تاکہ ان بتوں کی حفاظت کر سکیں۔

ابھی کل کی بات ہے کرین خانہ کعبہ میں حاجیوں پر گر گئی اور اللہ تعالیٰ دیکھتا رہا. کوئی ابابیل تو کجا ایک مکھی بھی نہیں آئی.

یہ جتنے معجزات ہوتے ہیں یہ سب تاریخی قصے کہانیاں ہوتی ہیں جن کی بنیاد ہوتی ہے " جنگل میں مور ناچا، کس نے دیکھا؟ "۔آسمان پر کوئی عرش ہے جس پر اللہ نامی کوئی شے بیٹھی ہے۔۔۔ یہ بھی جنگل میں مور ناچنے والی بات ہے کہ جسے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ ایسا کیوں ہے کہ یہ سارے معجزے اس وقت ہی ہوتے ہیں جب کوئی انکا عینی گواہ نہیں ہوتا۔ کیوں ایسا ہے کہ آج کے دور میں سب کے سامنے اللہ ایسا کوئی معجزہ نہین کرتا؟